حافظِ شیرازی

غرقِ حافظؔ کو نمازِ صبحگاہی مِلِ جائے
تختہء گُلشنِ گُلہائے مَعانی کِھل جائے
پڑھیے اشعار کہ ہیں شاہدِ اَسرارِ حیات
سر دُھنیں بحروں کے اوزان پہ جن پر دل جائے
وادیء شعر ہے سرسبز اُنہیں کے دم سے
وہ جو چاہیں تو چمن زارِ تصوف کِھل جائے
کیا قیامت ہے مضامین کی گنجائی کی
ایک اک شعر میں گنجینہء معنیٰ مِل جائے
لے کے پہنچے ہیں جہاں حافظِ شیراز وہاں
قلبِ افلاک میں بنیادِ جہانی ہِل جائے
دل جو ٹوٹے ہیں وہ جُڑ جائیں گے انکے دم سے
چاک جو دامنِ ہستی ہے برابر سِل جائے
ہر نظر غور سے لسّانِ جہاں کو پڑھ لے
ہر نَفَس ترجمہء شعر پر انکے پِل جائے
ہر سخن سنج پہ لازم ہے کلامِ حافظ
ہے یہ وہ راہ کہ اس راہ پہ ہر عاقل جائے

کارواں جادہء اخلاص پہ چلتا ہی رہے
قافلہ اہلِ جنوں کا طرفِ منزل جائے
جب ہوں مایوس اٹھالیں سبدِ شعر و خیال
انکے اشعار میں اشکوں کی روانی مِل جائے
ہر غزل ایک گلستانِ حقیقت جس میں
بیت ہر ایک کہ مثلِ گُلِ تازہ کِھل جائے
سر جھکے حافظِ شیراز کے قدموں پہ ضرور
ورنہ پھر دوڑیے اُس سمت جدھر باطل جائے
وردِ حافظ میں ہے ایک فیضِ درونی پیوست
حیف ورنہ کوئی دنیاسے یونہی غافل جائے

ع ز وارِدؔ

17 July 2010